ہفت روزہ
دی انڈین
مسلم ٹائمز
Rs.2/-

بمبئی واطراف کے مسلمانوں کی دینی و مذہبی سرگرمیوں کے ساتھ مختلف اسلامی معلومات سے بھرپور اہل سنت کی نمائندگی کرنے والا اپنی نوعیت کا واحد اخبار

جلد ۲۷ ☆ شمارہ ۴۲ ☆ ۱۰/اپریل تا ۱۶/اپریل ۲۰۲۳ء بمطابق ۱۹/رمضان المبارک تا ۲۵/رمضان المبارک ۱۴۴۴ھ

کلام اللہ جل جلالہ

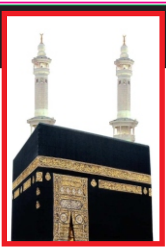

دو دو اور تین تین اور چار چار پھر اگر ڈرو کہ دو بیبیوں کو برابر نہ رکھ سکو گے تو ایک ہی کرو یا کنیزیں جن کے تم مالک ہو یہ اس سے زیادہ قریب ہے کہ تم سے ظلم نہ ہو اور عورتوں کو ان کے مہر خوشی سے دو پھر اگر وہ اپنے دل کی خوشی سے مہر میں سے تمہیں کچھ دے دیں تو اسے کھاؤ رچتا پچتا
(سورۂ نساء: آیت نمبر ۳-۴)

حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضرت سہل ابن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ جنت میں ایک دروازہ ہوگا جس کا نام "ریان" ہوگا۔ اس دروازے سے صرف روزہ دار ہی داخل ہوں گے، ان کے علاوہ اور کوئی داخل نہ ہوگا۔ ان سے کہا جائے گا روزہ دار کہاں ہیں تو وہ کھڑے ہوجائیں گے۔ اُن کے علاوہ اور کوئی بھی اس دروازے سے داخل نہ ہوگا اور جب وہ داخل ہوجائیں گے تو دروازہ بند ہوجائے گا تاکہ کوئی اور داخل نہ ہوسکے۔

افطار ملنے پر شامیوں نے سجدۂ شکر ادا کیا اور امداد کرنے والوں کو دعائیں دیں: رضا اکیڈمی

رضا اکیڈمی اور آل انڈیا سنی جمیعۃ العلماء نے شام اور ترکی میں آنے والے زلزلہ متاثرین کو افطار تقسیم کرنا شروع کیا ہے۔ الحاج سعید نوری

ممبئی: سنی جمیعۃ العلماء اور رضا اکیڈمی نے شامی زلزلہ متاثرین کے درمیان سحری و افطاری کا سامان پہونچانے کا سلسلہ شروع کردیا اور بعض علاقوں میں کمیونٹی کچن بھی کھول دیا ہے یہ بھی بتادیں کہ شامی زلزلہ متاثرین نے ابھی تک پانی و کھجور سے روزہ افطار کیا لیکن جب ہندوستان سے رضا اکیڈمی اور سنی جمیعۃ العلماء نے افطار کا اہتمام کرایا تو ان کے مابین بیحد خوشی نظر آئی انہوں نے دل کھول کر افطار کیا اور چھوٹے چھوٹے بچے بچیوں اور خواتین نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے رب کا شکریہ ادا اور ہندوستانی مسلمانوں کے لئے خوب دعائیں کیں ان کے خیموں سے یہی آوازیں آرہی تھیں کہ جن بھائیوں نے ہماری مدد کی اور ہمارے افطار کا انتظام کیا اللہ انہیں دارین کی نعمتوں اور برکتوں رحمتوں سے مالا مال فرمائے ظاہر سی بات ہے کہ وہ جن مصائب وآلام کے راستے سے گزر رہے ہیں وہ بیان سے باہر ہے ترکیہ و سیریا (شام) زلزلہ متاثرین بہت ہی برے دور سے گزر رہے ہیں ان کے پاس کھانے پینے اور کپڑوں کا انتظام نہیں ہے ایسی صورت میں ان کی مدد کرنا ہم مسلمانوں کا مذہبی فریضہ ہے آپ کو یاد ہوگا کہ فروری کے مہینے میں حضور معین المشائخ حضرت مولانا سید معین الدین اشرف اشرفی الجیلانی کچھوچھ مقدسہ صدر آل انڈیا سنی جمیعۃ العلماء اور رضا اکیڈمی کے بانی و سربراہ محافظ ناموس رسالت اسیر مفتئ اعظم الحاج محمد سعید نوری صاحبان نے ترکی و سیریا تشریف لے گئے تھے۔ ان زلزلہ متاثرین بھائیوں کی مدد کی خاطر دوبارہ رمضان المبارک کے مہینے میں تشریف لے جانے والے ہیں آپ سے گزارش ہے کہ آپ اپنے صدقات وخیرات زکوٰۃ فطرہ کے ذریعہ ان زلزلہ متاثرین کی امداد کریں۔

حضرت خضر (علیہ السلام) سے ملاقات:

ابو البیان القادری

علامۃ الوریٰ، شارحِ شرح عقائد نسفیہ علامہ عبد العزیز پرہاروی رحمۃ اللہ علیہ دورانِ تعلیم دروازہ بند کرکے مصروفِ مطالعہ تھے کہ کسی نے دروازے پر دستک دی۔ آپ نے فرمایا میں مُطالعے میں مصروف ہوں مجھے فرصت نہیں ہے۔ آنے والے نے کہا: "میں خضر ہوں"۔ آپ نے فرمایا اگر آپ خضر (علیہ السلام) ہیں تو آپ دروازہ کھولے بغیر بھی تشریف لانے پر قدرت رکھتے ہیں، چنانچہ حضرت خضر علیہ السلام اندر تشریف لے آئے اور آپ کے کندھوں کے درمیان دستِ اقدس رکھا، اللہ تعالیٰ کے بے پایاں فضل سے آپ کا سینہ علم و فضل اور روحانیت کا سمندر بن گیا۔
[تذکرہ اکابرِ اہلسنت، ص ۲۳۰، الیواقیت المہریہ ص ۱۶۱]

کتابوں کی دنیا

کتابوں کی دنیا عجب طاقت رکھتی ہے ایسی طاقت جو ہماری تصوراتی دنیا کی آبیاری کرتی ہے. دنیا کو دیکھنے کے نئے زاویے بتاتی ہے اور ہم اس دنیا سے متاثر ہوکر نئی تلاش میں نکل پڑتے ہیں، کچھ حاصل کرنا اور زندگی کو بہتر بنانا ہماری ترجیح بن جاتا ہے. کتابوں کی دنیا زندگی کو خوبصورت بناتی ہے!

ترکیہ و سیریا زلزلہ متاثرین سحری و افطار پانی اور کھجور سے کرنے پر مجبور

سنی جمیعۃ العلماء اور رضا اکیڈمی نے ترکی و سیریا زلزلہ متاثرین کی امداد کیلئے دوبارہ مہم چھیڑی

ممبئی: ۲۸/مارچ ۲۰۲۳ء سنی بلال مسجد چھوٹا سوناپور ممبئ سے معین المشائخ حضرت مولانا سید معین الدین اشرفی الجیلانی کچھوچھہ مقدسہ صدر آل انڈیا سنی جمیعۃ العلماء کی ایماء پر رضا اکیڈمی کے بانی اسیر مفتئ اعظم الحاج محمد سعید نوری نے ترکیہ و سیریا زلزلہ متاثرین کی امداد کیلئے ایک قافلہ نکالا جس میں کثیر تعداد میں لوگ شریک تھے یہ قافلہ سنی بلال مسجد سے نکل کر دوٹانکی سے ہوتا ہوا ڈمٹکر روڈ ناگپاڑہ جنکشن ساحل ہوٹل مدنپورہ بڑی مسجد پہونچا سنی جمیعۃ العلماء کے دفتر کے باہر سانگلی اسٹریٹ کارنر پر امدادی چادر بچھا کر بیٹھ گیا جو رات ایک بجکر تیس منٹ پر اختتام پذیر ہوا واضح رہے کہ فروری کے مہینے میں مولانا سید معین میاں اور الحاج محمد سعید نوری صاحبان نے ترکی وسیریا پہونچ کر ان متاثرین کی مدد کی ان کے کہنے مطابق وہاں سے حالات نہایت ہی دگرگوں ہیں لوگ کھلے آسمان کے نیچے رہنے پر مجبور ہیں ان کی مدد کرنا ہم سب کا اخلاقی فریضہ ہے انہیں باتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے الحاج محمد سعید نوری نے ہندوستانی مسلمانوں سے اپیل کی ہے کہ وہ رمضان المبارک کے مہینے میں زکوٰۃ فطرہ خیرات وصدقات کے ذریعے ترکی و سیریا زلزلہ متاثرین کی بھرپور امداد کریں موصولہ اطلاعات کے مطابق سیریا میں زلزلہ متاثرین پانی اور کھجور سے سحری و افطار کرنے پر مجبور ہیں ان سیریا زلزلہ بھائیوں بہنوں بچے اور بچیوں کو راحت رسانی کا سامان فراہم کرنے کے نوری صاحب گلی محلے میں جاکر امداد جمع کرنے میں مصروف العمل ہیں آنے والے جمعہ میں جملہ ٹرسٹیان وائمۂ مساجد سے یہ گزارش کی جاتی ہے وہ اپنے ترکی بھائیوں کو نہ بھولیں ان کو امداد فراہم کرنے کی کوشش کریں

☆☆☆☆☆

اسرائیلی فورسز کا مسجد اقصیٰ پر حملہ ناقابل برداشت: الحاج محمد سعید نوری

مسلم امہ کو مسجد اقصی کے تحفظ کے لئے یکجا ہونے کی ضرورت

مسجد اقصیٰ میں اسرائیلی فورسز کی جانب سے مسلسل جارحیت کی جارہی ہے نمازیوں پر گرینیڈ حملے کرنا آنسوگیس کا استعمال کرنا روز کا معمول بن چکا ہے جس سے فلسطین سمیت عالمی سطح پر مسلمانوں میں غم وغصہ پایا جارہا ہے ۵/اپریل بدھ کو صبح طلوع آفتاب سے قبل جس طرح سے عبادت میں مصروف لوگوں پر جس میں خواتین اور بچے بھی شامل ہیں ان کو تشدد کا نشانہ بنایا گیا ہے یہ کھلی ہوئی دہشت گردی ہے اس وحشیانہ طریقے سے نمازیوں پر ہوئے حملے اور تقریباً تین سو پچاس مرد وخواتین کی گرفتاری پر رضا اکیڈمی نے بھی سخت مذمت کی ہے اور عالمی برادری سے اسرائیل پر سخت ایکشن لینے کی بات کہی ہے

رضا اکیڈمی کے بانی وسربراہ اسیری مفتی اعظم الحاج محمد سعید نوری صاحب نے اپنے بیان میں کہا کہ صہیونی ریاست کی طرف سے مسلسل مسجد اقصیٰ نشانہ پر ہے ہردن اس کی حرمت کو پامال کیا جاتا ہے ہزاروں کی تعداد میں نہتے مسلمان نمازیوں پر گرینیڈ حملے اور آنسو بم پھینکے جاتے ہیں لیکن افسوس عالمی برادری اسرائیلی مظالم پر چپی سادھے بیٹھی ہوئی ہے آپ نے مزید کہا کہ ابھی ماہ رمضان میں جس وحشیانہ انداز میں مسجد اقصیٰ پر دھاوا بول کر وہاں موجود نمازیوں پر حملہ کیا گیا ہے جس میں سیکڑوں کی تعداد میں مرد و خواتین اور بچے زخمی ہیں وہ قابل افسوس ہے جس پر عالمی برادری بالخصوص مسلم ممالک کے سربراہان کو اٹھ کھڑے ہونے کی ضرورت ہے ذرائع کے مطابق نماز عشاء کے بعد بہت سارے نمازی عبادت وریاضت کیلئے مسجد اقصیٰ میں ہی قیام کئے ہوئے تھے لیکن صبح ہوتے ہی صہیونی فوجی مسجد میں داخل ہوکر نمازیوں پر حملہ آور ہوگئے جو ایک طرح سے کھلی ہوئی دہشت گردی ہے

حضرت نوری صاحب نے مزید کہا کہ اقوام متحدہ آخر کیوں خاموش ہے، او آئی سی کیوں حرکت میں نہیں آتی وہ فلسطینیوں کے حقوق کے تحفظ کے لئے کیوں کوئی قدم نہیں اٹھاتی رضا اکیڈمی سبھی مسلم ممالک سے اپیل کرتی ہے کہ وہ فوری طور پر اسرائیلی فورسز کی کارروائی کو روکنے کے لئے اقوام متحدہ سے پرزور دے

فقط: محمد عارف رضوی

رمضان کی رونقیں دوبالا کرنے میں عورتوں کا اہم حصہ

از: مفتی محمد عبد الرحیم نشتر فاروقی

رمضان المبارک رحمت وبرکت، فضل وکرم اور بخشش ومغفرت کا مہینہ ہے، جیسے ہی رمضان کا چاند نظر آتا ہے اہل ایمان کے قلب وجگر میں ایک روحانی کیف وسرور چھا جاتا ہے، ذہن وفکر میں پاکیزگی کی لہر دوڑ جاتی ہے، عبادت وریاضت کا شوق انگڑائیاں لینے لگتا ہے، پیشانیوں میں سجدوں کی تڑپ بڑھ جاتی ہے، ہر روز روز عید اور ہر شب شب برأت کے دل کش مناظر پیش کرتے ہیں، طبیعت جھوم جھوم جاتی ہے، قلب مچل مچل جاتے ہیں۔

دن روزے کی خیر وبرکت سے معمور ہوتا ہے تو رات تراویح کی بہاریں لیے ہوتی ہے، صبح ومسا روزہ داروں کی خاطر ومدارت کے سو سو جتن ہوتے ہیں، کہیں فرحت بخش مشروبات تیار ہوتے ہیں، کہیں لذیذ مطعومات کی مسحور کن خوشبو پھوٹتی ہے، کہیں انواع واقسام کے میوہ جات زینت دسترخوان نظر آتے ہیں تو کہیں طبیعت کو سرشار کر دینے والی مٹھائیاں اپنی بھینی بھینی خوشبو بکھیرتی ہیں، ایسا لگتا ہے جیسے کسی ہر دل عزیز مہمان کی آمد آمد ہے، جبھی تو گھر کا ہر فرد اپنے عزیز کی خاطر داریوں کی تیاری میں مگن ہے، بچے الگ چہک رہے ہیں، بوڑھے الگ مگن ہیں، جوانوں کے الگ انداز ہیں، عورتوں کے جدا رنگ ہیں۔

ان سبھی گہما گہمیوں اور تیاریوں کی بھیڑ میں صرف عورتوں کی ذات ایسی ہے جو سبھی تیاریوں کو تکمیل کے منازل سے ہمکنار کرتی ہے۔

ذرا غور کریں کہ عورتیں مردوں کی طرح خود بھی رکھ کر قریب دو پہر سے افطار کی تیاریاں شروع کرتی ہیں اور رات گیارہ بجے تک مسلسل مصروف رہتی ہیں، پھر ڈھائی تین بجے رات سے سحری کی تیاریوں اور اس کے انتظامات میں مصروف ہوجاتی ہیں، اس دوران وہ خود مشکل سے افطار وسحری کر پاتی ہیں، پھر سحری اور فجر کے بعد روزمرہ کے معمولات جیسے بچوں کو تیار کرنا، ان کے لیے ناشتہ اور لنچ تیار کرکے اسکول بھیجنا اور گھر کی صفائی ستھرائی کرتے کرتے دن کے نو دس بج جاتے ہیں، جس کی وجہ سے انھیں نیند اور آرام وراحت کے لئے بمشکل تمام صرف تین سے چار گھنٹے ہی مل پاتے ہیں، لیکن ان سب کے باوجود ان کے ماتھے پر کوئی شکن نہیں آتی، وہ مسلسل ہر کام خنداں پیشانی سے انجام دیتی ہیں، اس دوران من پسند اور مرغوب غذاؤں اور ڈشیز کی فرمائشیں بھی کچھ کم نہیں ہوتیں۔

یہ ایک واضح حقیقت ہے کہ جب روزہ دار شام کو رب کی بے شمار نعمتوں سے سجے دسترخوان پر بیٹھتا ہے تو روح کی گہرائیوں میں اتر جانے والی انواع واقسام کی اشیائے خورد ونوش کی بھینی بھینی خوشبو اسے یہ احساس کرادیتی ہے کہ اللہ نے روزہ دار کے لیے آخرت میں عظیم الشان انعام واکرام تو رکھا ہی ہے، دنیا میں بھی کچھ کم نعمتیں نہیں عطا فرماتا، چند گھنٹے بھوک وپیاس برداشت کرنے کے عوض ایسی نادر ونایاب نعمتوں کا حصول یقیناً کوئی گھاٹے کا سودا نہیں، اس وقت روزہ داروں کے چہرے سے جو مسرت واطمینان مترشح ہوتا ہے وہ انمول ہے جو کسی حد تک عورتوں کا مرہون منت ہوتا ہے۔

دوسری طرف اگر کسی گھر میں عورتیں تھوڑی سی بھی سستی کردیں تو وہاں سحری اور افطار کی رونق ماند پڑ جاتی ہے، قابل غور بات یہ بھی ہے کہ رمضان المبارک میں عموماً مرد حضرات اپنی مصروفیات کم کردیتے ہیں جبکہ عورتوں کی مصروفیات دوگنی ہوجاتی ہیں، اگر عورتیں بھی روزے کی سختی کا حوالہ دے کر اضافی مصروفیات سے جی چرانے لگیں تو یقین جانئے ہمارے دسترخوان سے انواع واقسام کے مشروبات ومطعومات کی رونقیں غائب ہوتے دیر نہیں لگے گی، عورتیں روزے کی کلفت و مشقت برداشت کرکے روزمرہ کے معمولات کی انجام دہی کے ساتھ ساتھ ہر روز نئی نئی اشیائے خورد ونوش سے ہمارے دسترخوانوں کو سجاتی ہیں یہ صرف انھیں کے دل گردے کی بات ہے، اللہ رب العزت انھیں اس کا بہتر اجر عطا فرمائے۔

مرد حضرات تو صرف روزہ رکھنے کے سبب ہی اپنے روزمرہ کے مشاغل میں کمی کر لیتے ہیں جبکہ عورتوں کے روزمرہ کے معمولات میں کٹوتی کے بجائے اچھا خاصا اضافہ ہوجاتا ہے، اس لئے ہم مردوں کی بھی ذمہ داری بنتی ہے کہ ان کے کاموں میں ہاتھ بٹائیں، تاکہ انھیں تھوڑی بہت راحت کی سانس مل سکے، اس سے ان کی معاونت تو ہوگی ہی، ساتھ ہی میاں بیوی کے درمیان الفت ومحبت بڑھے گی اور ان کے باہمی رشتے مضبوط ہوں گے سو الگ!

آقائے کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو عام دنوں میں بھی اپنی ازواج مطہرات کے گھریلو کاموں میں ہاتھ بٹایا کرتے تھے، جب مالک کون ومکاں نے اپنی ازواج مطہرات کا ہاتھ بٹایا ہے تو ہم تو ان کے غلام ہیں، ہمیں بھی اپنے گھر کی خواتین کا ہاتھ بٹانا چاہئے، حضور کا یہ عمل یقیناً ہمارے لیے درس عمل ہے۔

ہفت روزہ
دی انڈین مسلم ٹائمز بمبئی

اداریہ

اسلام کا اہم رکن زکوٰۃ

مال و دولت نعمت بھی ہے اور زحمت بھی۔ نعمت اس وقت ہے جب حلال طریقے سے کمایا جائے اور اس کے حقوق ادا کئے جائیں اور زحمت اس وقت ہے جب حرام ذریعے سے کمایا جائے یا پھر کمایا تو جائز طریقے سے ہو مگر اس کے حقوق ادا نہ کئے جائیں، مال کا سب سے بڑا حق یہ ہے کہ جب وہ نصاب کی مقدار کو پہنچ جائے اور شرائط پائی جائیں تو خوش دلی کے ساتھ اس کی زکوۃ ادا کی جائے، زکوۃ دینے کے ایک طرف لاتعداد دینی و دنیاوی فوائد و ثمرات ہیں تو دوسری طرف ادا نہ کرنے کے لاتعداد خسارے اور نقصانات ہیں۔ قرآن و سنت کی روشنی میں ان دونوں جہتوں کو ملاحظہ کیجئے۔

زکوۃ ادا کرنے کے فوائد: اور نماز برپا رکھو اور زکوۃ دو اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فرمانبرداری کرو اس امید پر کہ تم پر رحم ہو۔ (سورۃ النور:۵۶) نماز قائم رکھنے والے اور زکوۃ دینے والے اور اللہ اور قیامت پر ایمان لانے والے ایسوں کو عنقریب ہم بڑا ثواب دیں گے۔ (سورۃ النساء:۱۶۲) اس کا انعام دوسروں سے زیادہ ہے۔ (سورۃ النور:۳۷) اس کے گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں اور اس کے لئے جنت کے باغات ہیں جن کے نیچے نہریں رواں ہیں۔ (سورۃ المائدہ: ۱۲) اسے کوئی خوف ہے نہ کچھ غم۔ (سورۃ البقرۃ:۲۷۷) رضائے الٰہی کے لئے زکوۃ دینے والے کا اجر دوگنا ہے۔ (سورۃ الروم:۹۳) زکوۃ دین اسلام کا تیسرا بڑا رکن ہے۔ (صحیح بخاری، الحدیث:۸) زکوۃ ادا کرنے والا جنتی ہے۔ (صحیح بخاری، الحدیث:۱۳۹۷) اسے دوزخ سے دور کردیا جاتا ہے۔ (سنن الترمذی، الحدیث:۲۶۲۵) زکوۃ ایسی طہارت ہے جو دینے والے کو پاک کردیتی ہے۔ (مسند احمد، الحدیث:۱۲۳۹۷) زکوٰۃ اسلام کا پل ہے۔ (شعب الایمان، الحدیث:۳۳۱۰) زکوٰۃ نکالنا بندے کے اسلام کی تکمیل ہے۔ (الترغیب والترہیب، الحدیث:۱۲) زکوٰۃ سے اموال کی حفاظت اور صدقے سے مریضوں کا علاج ہوتا ہے۔ (المعجم الکبیر، الحدیث:۱۰۱۹۶) زکوۃ ادا کرنے والا اپنی ذمہ داری پوری کردیتا ہے۔ (سنن الترمذی، الحدیث:۶۱۸) وہ اپنے مال سے اس کے شر کو دور کردیتا ہے۔ (المستدرک، الحدیث:۱۴۷۹) اور صدقہ مال میں اضافہ ہی کرتا ہے۔ (الکامل فی ضعفاء الرجال، الحدیث:۴۷۰)

زکوۃ ادا نہ کرنے کے نقصانات: زکوۃ ادا نہ کرنے والے کے لئے خرابی و بربادی ہے۔ (سورۃ حم السجدۃ:۶) جس مال کی زکوۃ نہ دی جائے اس میں خیر نہیں شر ہے، یہ روز قیامت گلے کا طوق ہوگا۔ (سورۃ آل عمران:۱۸۰) یہ مال نارِ دوزخ میں گرم کر کے زکوۃ نہ دینے والوں کی پیشانیوں، کروٹوں اور پیٹھوں کو داغا جائے گا۔ (سورۃ التوبہ:۳۵) سونے چاندی کی زکوۃ نہ دینے والے کے لئے آگ کی چٹانیں گرم کی جائیں گی اور ان کے جسموں کو چٹانوں کے برابر پھیلا کر داغا جائے گا۔ (صحیح مسلم، الحدیث:۲۲۹۰) اس مال کو جہنمی اژدھا بنا کر اس پر مسلط کردیا جائے گا۔ (صحیح ابن حبان، الحدیث:۳۲۴۲) زکوۃ نہ دینے والے کا حساب سخت اور عذاب دردناک ہوگا۔ (المعجم الاوسط، الحدیث:۳۵۸۹) زکوٰۃ جس مال میں مل جائے اسے برباد کردیتی ہے۔ (شعب الایمان، الحدیث:۳۵۲۲) امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جس مال کی زکوۃ ادا نہ کی جائے وہ مال برباد ہوجاتا ہے یا یہ مراد ہے کہ جو باوجود مالدار ہونے کے زکوٰۃ لے کر اپنے مال میں ملائے گا تو وہ مالِ زکوۃ اس کے مال کو تباہ کردے گا۔ (الزواجر، ج۱، ص۳۴۷) نماز ظاہر رکھی گئی تو لوگوں نے اسے قبول کیا اور زکوۃ پوشیدہ رکھی گئی تو وہ اسے کھا گئے یہی لوگ منافق ہیں۔ (الترغیب والترہیب، الحدیث:۱۱۴۹) زکوۃ روک لینے والوں سے اللہ تعالیٰ بارش روک لیتا ہے۔ (المستدرک، الحدیث:۲۶۲۳) اور اگر چوپائے نہ ہوتے تو ان پر بارش نہ ہوتی۔ (سنن ابن ماجہ، الحدیث:۴۰۱۹) اللہ تعالیٰ زکوۃ ادا نہ کرنے والوں کو قحط سالی میں مبتلا فرما دیتا ہے۔ (المعجم الاوسط، الحدیث:۶۷۸۸) جو عورت سونے کا ہار پہنے یا کانوں میں سونے کی بالیاں ڈالے اور ان کی زکوۃ ادا نہ کرے تو بروز قیامت اس کو اسی طرح کا آگ کا ہار اور آگ کی بالیاں پہنائی جائیں گی۔ (سنن ابی داؤد، الحدیث:۴۲۳۸) سب سے پہلے جہنم میں داخل ہونے والے تین افراد میں سے ایک وہ مال دار ہوگا جو اپنے مال سے اللہ تعالیٰ کا حق (زکوۃ) ادا نہیں کرتا۔ (المصنف لابن ابی شیبہ، الحدیث:۲۳۷) حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: جس نے حلال کمایا اور زکوٰۃ روک لی تو یہ روکا ہوا مال حلال کو بھی گندا کردے گا اور جس نے حرام کمایا اور اس کی زکوٰۃ بھی ادا کی تو یہ اسے پاک و حلال نہ کرے گی۔ (المعجم الکبیر، الحدیث:۹۵۹۶) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: زکوۃ واجب ہونے کے باوجود زکوۃ ادا نہ کرنے والا بوقت موت واپسی کی تمنا کرے گا جیسا کہ سورۂ منافقون کی آیت ۱۰ میں ہے۔ (سنن الترمذی، الحدیث:۳۳۱۶)

صاحب نصاب اہل ثروت اور اصحاب مال و دولت کو زکوۃ دینے کے ان فوائد اور نہ دینے کے درج بالا نقصانات پر غور کرنا چاہیے۔ یہ حضرات اپنا محاسبہ کریں کہ کیا واقعی وہ ہر سال اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے احکامات کے مطابق خوش دلی کے ساتھ خود پر لازم پوری پوری زکوۃ ادا کرتے ہیں؟ اگر نہیں تو انہیں خبردار ہوجانا چاہیے کہ وہ کتنے عظیم فوائد و برکات سے محروم اور کس قدر خطرناک نقصانات اور بڑے خسارے کا شکار ہو رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ اہل اسلام کو عقل سلیم عطا فرمائے اپنے حبیب پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقہ، خیرات اور زکوٰۃ ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

فتح مکہ: رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اخلاقِ کریمانہ اور شان عفو و درگزر

اللہ رب العزت کے لئے ہی تمام تعریف ہے جو تمام کائنات کا رب ہے۔ اس نے بنی نوع انسان کی ہدایت کے لئے انبیائے کرام کو مبعوث فرمایا کہ اللہ کی کتاب کے احکام بتائیں۔ مقصد یہ تھا کہ اللہ کے دین کی بالادستی قائم ہو اور لوگ یہ نہ کہہ سکیں کہ انہیں پتا نہیں چلا کہ اللہ کی عبادت و فرماں برداری کیسے کی جاتی ہے۔ دنیا میں بہت سے پیغمبر آئے انہوں نے اللہ کے بندوں تک اس کا پیغام پہنچایا اور اپنی زندگی کا عملی نمونہ پیش کیا مگر کچھ عرصے بعد ان کی تعلیمات ختم ہوگئیں، یا ان میں بہت سی غلط باتوں کی آمیزش ہوگئی اور ان کی زندگی و تعلیمات کو لوگ بھلا بیٹھے لیکن یہ امتیاز و اعجاز صرف رحمت للعالمین کو حاصل ہے کہ آپ کا لایا ہوا پیغام قرآن مجید اسی شکل میں حرف بہ حرف محفوظ ہے اور قیامت تک محفوظ رہے گا۔ اسی طرح آپ کی حیات طیبہ بھی روز روشن کی طرح عیاں ہے۔ آپ کی زندگی کا ہر پہلو جزویات تک آپ کی سیرت میں موجود ہے۔

آپ کی سیرت پر اتنی زیادہ کتابیں اور مضامین لکھے گئے ہیں کہ ان کا شمار ممکن نہیں۔ قرآن مجید میں آپ کے اعلیٰ اخلاق کے بارے میں اللہ کا ارشاد ہے: وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِیْمٍ (القرآن سورۃ القلم، آیت ۴) ترجمہ: اور بے شک تمہاری خو بو (خلق) بڑی شان کی ہے۔ (کنزالایمان)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طریقے کو اللہ تعالیٰ نے اسوۂ حسنہ قرار دیا۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: (ترجمہ) بے شک تمہارے لئے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں ایک بہترین نمونہ ہے۔ اس کے لئے جو اللہ اور یوم آخر کا امیدوار ہو اور کثرت سے اللہ کو یاد کرے۔ اس میں شک نہیں کہ آپ کی زندگی انسانیت کے لئے ایک نمونہ کامل کی حیثیت رکھتی ہے۔ اللہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رحمت للعالمین بنا کر مبعوث فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوبیوں کو قرآن کریم میں بیان فرمایا۔ بے شمار خوبیوں میں رحمت للعالمین ہونا یہ سبھی کے لئے باعث رحمت و افتخار ہے۔

وہ ہر عالم کی رحمت ہیں کسی عالم میں رہ جاتے
یہ ان کی مہربانی ہے کہ یہ عالم پسند آیا

اپنے حبیب کے بارے میں رب نے فرمایا۔ القرآن، سورۃ الانبیاء، آیت ۱۰۷) ترجمہ: اور ہم نے تمہیں نہیں بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لئے۔ (کنزالایمان) صحیح مسلم میں ہے کہ: ایک موقع پر اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عرض کیا کہ آپ ان کافروں کے لئے بددعا کیجئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، میں لعنت کرنے والا بنا کر نہیں بھیجا گیا ہوں بلکہ رحمت و ہدایت ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نجی زندگی کا ایک پہلو یہ ہے کہ آپ نے اپنے متعلقین اور اصحاب کے ساتھ لطف و کرم، محبت و مودت اور نرمی کا برتاؤ کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مزاج میں سختی نام کو نہ تھی۔ یہاں تک کہ آپ اپنے دشمنوں پر شفقت و محبت سے پیش آتے۔ سیرت رسول میں بہت سے واقعات موجود ہیں۔ بخاری شریف تیسری جلد باب المغازی میں ہے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک جنگ سے واپس آئے اور ایک ببول کے درخت کے سایہ میں قیلولہ فرمانے لگے۔ اتنے میں ایک اعرابی آیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھ کھلی تو دیکھا اعرابی تلوار کھینچے ہوئے سرہانے کھڑا ہے اور کہہ رہا ہے "من یمنعك منی" آپ کو ہم سے کون بچائے گا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مجھے اللہ تعالیٰ بچائے گا۔ اس کے بعد اس کے ہاتھ سے تلوار گر گئی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تلوار اٹھائی اور فرمایا: اب تو بتا کہ تجھے مجھ سے کون بچائے گا؟ پھر وہ کانپنے لگا اور لرزنے لگا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے معذرت خواہ ہوا۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے چھوڑ دیا اور معاف فرمادیا۔ اس کے بعد وہ اپنی قوم میں گیا اور کہنے لگا۔ میں تمہارے پاس سب سے بہتر شخص کے پاس سے آیا ہوں۔ اور ایک روایت میں ہے کہ اس شخص نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاقِ کریمانہ اور شان عفو و درگزر سے متاثر ہوکر اسلام قبول کرلیا اور اسی کے سبب بہت سے افراد نے اسلام قبول کیا۔ سیرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ایسے انمول واقعات بہت سے ہیں۔ اسلام آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق و عفو و درگزر سے پھیلا ہے تلوار کے زور سے نہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نرم مزاجی عفو و درگزر کو قرآن کریم نے جابجا بیان کیا ہے اور اس وصف، خوبی (Quality) کو اللہ نے رحمت قرار دیا ہے۔ ارشاد باری ہے: فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِیْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ الخ۔ (القرآن، سورۃ آل عمران، آیت ۱۵۹) ترجمہ: تو کیسی کچھ اللہ کی مہربانی ہے کہ اے محبوب! تم ان کے لئے نرم دل ہوا اور اگر تند مزاج سخت دل ہوتے تو وہ ضرور تمہارے گرد سے پریشان ہوجاتے تو تم انہیں معاف فرماؤ۔ (کنزالایمان)

فتح مکہ کون نہیں جانتا کہ اس دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عفو و درگزر کتنا اعلیٰ تھا۔ تمام تاریخوں میں اس واقعہ کو آپ پائیں گے۔ صحابہ نے فرمایا: آج بدلہ لینے کا دن ہے۔ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: آج معاف کرنے کا دن ہے اور آپ نے عام معافی کا اعلان فرمایا۔ آپ کے اس معافی کا اثر یہ ہوا کہ کثیر تعداد میں لوگ جوق در جوق اسلام میں داخل ہوکر کلمہ توحید پڑھے۔ یہ تھا آپ کا اخلاقِ کریمانہ۔

بیعت رضوان: فتح مکہ کی بنیاد تو بیعت رضوان یعنی صلح حدیبیہ کے دن ہی پڑ گئی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے فتح کی بشارت سنائی۔ اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِیْنًا۔ ترجمہ: اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ہم نے تم کو کھلی فتح عطا کردی۔ آگے اور ارشاد باری ہے۔ القرآن سورۃ فتح، آیت ۱۸، ترجمہ: بے شک اللہ راضی ہوا ایمان والوں سے جب وہ اس پیڑ کے نیچے تمہاری بیعت کرتے تھے تو اللہ نے جانا جو ان کے دلوں میں ہے تو ان پر اطمینان اتارا اور انہیں جلد آنے والی فتح کا انعام دیا۔ (کنزالایمان)

صلح حدیبیہ دس سال کے لئے ہوئی تھی۔ مگر ۶۳۰ عیسوی کے بالکل شروع میں مشرکین مکہ کے اتحادی قبیلہ بنوبکر مسلمانوں کے اتحادی بنوخزاعہ پر حملہ کیا اور کئی آدمی قتل (شہید) کردئے۔ اسی دوران مکہ کے مشرک قریش نے چہروں پر نقاب ڈال کر بنو بکر کی مدد کی مگر یہ بات راز نہ رہ سکی۔ یہ صلح حدیبیہ کا اختتام تھا۔ مسلمان اس وقت تک بہت طاقتور ہوچکے تھے۔ ابوسفیان نے بھانپ لیا تھا کہ اب مسلمان اس بات کا بدلہ لیں گے۔ اس لئے اس نے صلح کو جاری رکھنے کی کوشش کی۔ مدینہ طیبہ کا دورہ کیا۔ ابوسفیان اپنی بیٹی ام حبیبہ کے گھر پہنچا، جو اسلام لے آئی تھیں اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجہ تھیں۔ جب وہ بستر پر بیٹھنا چاہا تو حضرت ام حبیبہ نے بستر اور چادر کو لپیٹ دیا اور ابوسفیان کو بیٹھنے نہ دیا۔ اس نے حیران ہوکر پوچھا کہ بستر کیوں لپیٹا گیا تو حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا کہ آپ مشرک ہیں اور ناپاک ہیں اس لئے میں نے مناسب نہ سمجھا کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جگہ بیٹھیں۔ ابوسفیان نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے صلح کی تجدید کے لئے رجوع کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کوئی جواب نہیں دیا۔ اسی دوران قبیلہ بنوخزاعہ کے لوگوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مدد کی فریاد کی۔ بنوخزاعہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس اپنے ایک شاعر عمرو ابن خزاعہ کو بھیجا جس نے دردناک اشعار پڑھے اور بتایا کہ وہ "وتیرہ" کے مقام پر رکوع و سجود میں مشغول تھے تو مشرکین مکہ نے ان پر حملہ کردیا اور ہمارا قتل عام کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا ہم تمہاری مدد کریں گے۔

جنگ کی تیاری: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے روانگی کا مقصد بتائے بغیر اسلامی فوج کو تیار کیا اور مدینہ و قریبی قبائل کے لوگوں کو بھی ساتھ ملالیا۔ لوگوں کے خیال میں صلح حدیبیہ ابھی قائم تھی۔ اس لئے کسی کے گمان میں نہ تھا کہ یہ تیاری مکہ جانے کے لئے ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ سے باہر جانے والے تمام راستوں میں نگرانی بٹھا دیا تاکہ یہ خبر قریش مکہ کے جاسوس باہر نہ لے جا سکیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا فرمائی کہ اے خدایا! آنکھوں اور خبروں کو قریش سے پوشیدہ کردے تاکہ ہم اچانک ان کے سروں پر ٹوٹ پڑیں۔ ۱۰/رمضان ۸ھ کو روانگی ہوئی۔ کسی کو معلوم نہ تھا کہاں جانا ہے۔ تیز رفتاری سے ایک ہفتہ کے اندر مدینہ سے مکہ کا فاصلہ طے ہوگیا۔ مکہ سے کچھ فاصلے پر "مرالظہران" کے مقام پر لشکرِ اسلام خیمہ زن ہوگیا۔ لوگوں کو معلوم ہوچکا تھا کہ مکہ کا ارادہ ہے۔

جنگ: جنگ تو ہوئی نہیں۔ مختصر احوال یوں مطالعہ فرمائیں کہ مرالظہران کے مقام پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تاکید فرمائی۔ لشکر کو بکھیر (پھیلا) دیا جائے اور آگ جلائی جائے تاکہ قریش مکہ یہ سمجھیں کہ لشکر بہت بڑا ہے اور بری طرح ڈر جائیں اور اس طرح شاید بغیر خون ریزی کے مکہ فتح ہوجائے۔ یہ تدبیر کارگر رہی۔ مشرکین کے سردار ابوسفیان نے دور سے لشکر اسلام کو دیکھا۔ اس سے ایک شخص نے کہا کہ شاید یہ بنوخزاعہ کے لوگ ہیں جو بدلہ لینے آئے ہیں۔ ابوسفیان نے کہا نہیں ان کے پاس اتنے لوگ کہاں۔ ابوسفیان حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پناہ لینے کے لئے آپ کے چچا حضرت عباس کی پناہ میں چل پڑا۔ کچھ لوگوں نے اسے مارنا چاہا مگر چونکہ عباس بن مطلب نے پناہ دے رکھی تھی اس لئے باز آئے۔ آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا کیا ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ ایک خدا کو تسلیم کرو اور تم یہ جانو کہ میں خدا کا پیغمبر ہوں۔ اس پر ابوسفیان نے کہا مجھے اس میں تردد ہے کہ آپ رسول ہیں۔ اس کو پناہ دینے والے عباس بن مطلب سخت ناراض ہوئے۔ فرمایا اگر تو اسلام نہ لایا تو تیری جان کی ضمانت نہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پورے لشکر کو اس کے سامنے سے گزارا۔ اس پر ہیبت بیٹھ گئی، مرعوب ہوگیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ابوسفیان لوگوں کو اطمینان دلا سکتا ہے کہ جو کوئی اس کی پناہ میں آجائے امان پائے گا۔ جو شخص اپنے ہتھیار رکھ کر اس کے گھر چلا جائے، دروازہ بند کرلے یا مسجد الحرام میں پناہ لے وہ سپاہِ اسلام سے محفوظ رہے گا۔ اس کے بعد ابوسفیان کو رہا کردیا گیا، جس کا فائدہ یہ ہوا کہ اس نے مکہ جا کر اسلامی لشکر کی عظمت بتا کر مکہ والوں کو خوب ڈرایا۔ حضور نے لشکر کو چار دستوں میں تقسیم کیا اور مختلف سمتوں سے شہر میں داخل ہونے کا حکم دیا اور تاکید کی کہ جو تم سے لڑے اس کے علاوہ کسی سے جنگ نہ کرنا۔ چاروں طرف سے شہر گھر گیا اور مشرکین کے پاس ہتھیار ڈالنے کے علاوہ کوئی راستہ نہ بچا۔ صرف ایک چھوٹے سے گروہ نے لڑائی کی جس میں صفوان بن امیہ بن ابی خلف اور عکرمہ بن ابی جہل شامل تھے۔ ان کا ٹکراؤ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی قیادت والے دستہ سے ہوا۔ مشرکین کے ۲۸/آدمی انتہائی ذلت سے مارے گئے۔ لشکر اسلام انتہائی فاتحانہ طریقہ سے شہر مکہ میں داخل ہوا جہاں سے آٹھ سال پہلے

بقیہ صفحہ ۳ پر

ہفت روزہ
دی انڈین مسلم ٹائمز بمبئی
جلد نمبر 27 شمارہ نمبر 42
پرنٹر پبلیشر ایڈیٹر عبدالکریم
بھارت لیتھو پریس فارس روڈ ممبئی ۸ سے چھپوا کر ۵۲/ڈونٹاڈ اسٹریٹ ممبئی ۹ سے شائع کیا۔
سالانہ ممبر شپ
۲۰۰/روپئے
مالک: عبدالغفار رضوی
ٹیلی فون: 022-23454585

مسلم ٹائمز کے خریدار بنیئے
ہفت روزہ مسلم ٹائمز جو مسلسل کئی سال سے کام یابی کے ساتھ شائع ہو رہا ہے اور قارئین سے داد و تحسین وصول کررہا ہے۔ جس میں مذہبی، ملّی، ملکی خبریں و مضامین شائع کیے جاتے ہیں۔ مسلم ٹائمز اخبار کے ممبر بنئے اور اپنی معلومات میں اضافہ کیجیے۔ آج ہی مسلم ٹائمز کے دفتر سے رابطہ قائم کریں۔
سالانہ فیس 200 روپے
پتہ: دی انڈین مسلم ٹائمز، ۵۲، ڈونٹاڈ اسٹریٹ، کھڑک ممبئی۔ ۹، فون: 022-23454585

گھر بیٹھے
ہفتہ روزہ مسلم ٹائمز
منگوایئے صرف اور صرف
سالانہ فیس
200
روپے
آپ کا محبوب اخبار آپ کے ہاتھ میں

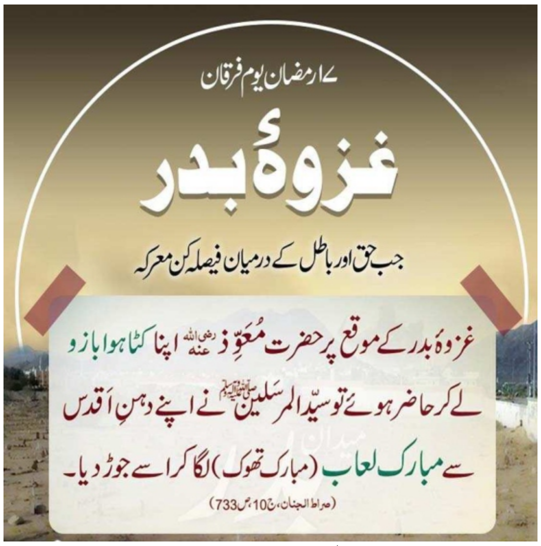

قانون فطرت ہے کہ جس چیز کو جتنا دبایا جاتا ہے وہ اتنا ہی ابھر کر سامنے آتی ہے، یعنی عمل جتنا شدید ہوتا ہے، ردعمل بھی اتنا ہی شدید واقع ہوتا ہے، یہ ایک بھی طے شدہ اصول ہے کہ ہر عمل اپنے اندر چند اسباب و محرکات رکھتا ہے، جو اپنے ظاہری اور خفیہ پہلوؤں پر محیط ہوتے ہیں، جنگ ہی کو لیجئے اِس کے کچھ اسباب فوری نوعیت کے ہوتے ہیں اور کچھ کا دورانیہ ایک طویل عرصے پر محیط ہوتا ہے، فوری وجہ تو صرف بہانہ بنتی ہے، لیکن اس کے پس پردہ بہت سے عوامل کارفرما ہوتے ہیں، غزوہ بدر بھی کسی فوری اور اضطراری سوچ کا نتیجہ نہیں تھا، بلکہ حق و باطل کے اِس معرکے کی وجوہات پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اعلان نبوت سے ہجرت مدینہ تک اَن گنت واقعات کے دامن میں پھیلی ہوئی ہیں، اگر چہ چند ایک واقعات کو اِس معرکہ کی فوری وجوہات میں شمار کیا جاسکتا ہے لیکن درحقیقت یہ تصادم تو اسی روز ناگزیر ہوگیا تھا، جس دن پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کفر وشرک کے طاغوتی ماحول میں اعلائے کلمۃ الحق کا پرچم بلند کیا تھا، جس روز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مشرکین مکہ کو پتھر کے جھوٹے خداؤں کی پرستش ترک کر کے خدا وحدہ لاشریک کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہونے کی دعوت دی تھی، فاران کی چوٹیوں سے آفتاب ہدایت کے طلوع ہونے کے ساتھ ہی کفر کے اندھیروں نے اپنی بقاء کی جنگ کیلئے صف بندی کا آغاز کردیا تھا، اسلام اور پیغمبر السلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف سازشوں اور شر انگیزیوں کا سلسلہ اصل میں غزوہ بدر کا دیباچہ تھا، ہجرت مدینہ کے بعد جب مسلمان منظم ہونے سے ان کی مظلومیت کا دور ختم ہو چکا تھا، چنانچہ کفار مکہ کو یہ خدشہ کہ ”اگر مسلمان ایک منظم قوت بن کر ابھرے تو صرف ان کا باطل اقتدار ہی نہیں بلکہ ان کا صدیوں کا قائم باطل نظام بھی خطرے میں پڑ جائے گا۔“ حقیقت میں تبدیل ہونے لگا تھا

وہ جس قوت کو کمزور اور ختم کرنا چاہتے تھے، وہ قوت مدینہ منورہ میں بڑی تیزی سے عوامی پزیرائی حاصل کر رہی تھی، کفار مکہ نے مسلمانوں کو مٹانے کے لیے ظلم وستم کے پہاڑ توڑے، قدم قدم پر جبر وتشدد کا نشانہ بنایا، ان پر زمین کی وسعتیں تنگ کر دی گئیں، لیکن مسافرانِ راہ حق جادہ حق پر رواں دواں ہی رہے، نہ انکے ارادے متزلزل ہوئے اور نہ ہی ان کے پائے استقلال میں لغزش آئی، زباں پر احد احد کا نغمہ ہی گونجتا رہا، ہجرتِ مدینہ کے بعد تو کفار کی اسلام دشمنی، نفرت اور انتقام کی خواہشیں تمام حدوں سے تجاوز کر گئی، کفر کے علمبرداروں کے تیور بتا رہے تھے کہ وہ اپنے صدیوں سے قائم باطل نظام کو بچانے کیلئے کچھ بھی کر گزریں گے اور اِس دشمنی میں وہ تمام اصول وضابطوں کو روند کر درندگی کی آخری حدوں کو بھی پھلانگنے سے گریز نہیں کریں گے۔

اِدھر پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے باطل ارادوں سے پوری طرح واقف تھے، آپ نے مہاجرین اور انصارِ مدینہ کو جمع فرمایا اور ان سے ارشاد فرمایا کہ ”ایک طرف تجارتی قافلہ ہے اور دوسری طرف کفار کا لشکر، اللہ کا وعدہ ہے کہ اِن دونوں میں سے کوئی ایک تمہیں مل جائے“ حضرت مقداد بن عمرو رضی اللہ عنہ اٹھ کر کہتے ہیں یارسول اللہ جدھر آپ کا ربّ آپ کو حکم دے رہا ہے، اُس طرف چلیے، ہم آپ کے ساتھ ہیں، بخدا ہم آپ کو وہ جواب نہ دیں گے جو بنی اسرائیل نے موسیٰ علیہ السلام کو دیا تھا کہ آپ اور آپ کا رب جائیں اور ان سے جنگ کریں ہم تو یہاں بیٹھے ہیں، اس ذات پاک کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے اگر آپ ہمیں برک الغماد تک بھی لے چلیں تو ہم آپ کے ساتھ ہیں اور آپ کی معیت میں دشمن کے ساتھ جنگ کرتے جائیں گے“ انصار میں سے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے نعرہ حق بلند کرتے ہوئے کہا ”یارسول اللہ اگر آپ ہمیں سمندر میں گرنے کا حکم دیں تو ہم بھی آپ کے ساتھ سمندر میں چھلانگ لگا دیں گے اور ہم میں سے ایک بھی شخص پیچھے نہ رہیگا“

اب وقت آگیا تھا کہ کفار مکہ کی بڑھتی ہوئی خودسری، سرکشی اور رعونت کا جواب بے نیام شمشیروں سے دیا جائے اور اُن کے جنگی جنون کو میدان جہاد میں ہی ٹھنڈا کیا جائے، چنانچہ خود پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سمیت تمام صحابہ کرام اعلائے کلمۃ الحق کی بلندی اور باطل کی سرکوبی کیلئے اذن جہاد کے منتظر تھے، پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اِس اَمر سے بخوبی آگاہ تھے کہ راہ انقلاب میں سربکف چلنے والے قافلے ہتھیلیوں پر اپنے سروں کے چراغ جلا کر ہی منزل انقلاب سے ہمکنار ہوتے ہیں، خلعت شہادت زیب تن کئے بغیر نہ تو کلمہ حق کی بلندی کا فریضہ سرانجام دیا جاسکتا ہے اور نہ ہی باطل استحصالی قوتوں کے مکمل خاتمے کی توقع کی جاسکتی ہے۔ ابتدائے آدم سے لے کر موجودہ دور تک یہی قانون فطرت رہا ہے کہ زندہ قومیں اپنے نظریاتی تشخص کے تحفظ اور اپنی جغرافیائی سرحدوں کی بقاء کا عہد نامہ اپنے خون سے تحریر کرتی ہیں، دنیا میں تبدیلی لانے کیلئے انقلابی قوتیں معجزوں کا انتظار نہیں کرتیں، بلکہ معجزے اور تائید ایزدی ہر لمحے اُن کی مدد و نصرت کیلئے موجود ہوتی ہیں، صرف باطل کی آنکھوں میں آنکھوں ڈال کر منشائے ایزدی پر عمل کرنا ہوتا ہے، پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی نئی حکمت عملی کے تحت باطل پر کاری ضرب لگانے کیلئے فیصلہ کن مرحلے کے منتظر تھے کہ رب تعالیٰ کی طرف سے حکم ملتا ہے، ”اجازت دی گئی ان لوگوں کو جن کے خلاف جنگ کی جارہی ہے کیونکہ وہ مظلوم ہیں اور اللہ یقیناً ان کی مدد پر قادر ہے یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے گھروں سے ناحق نکال دیئے گئے صرف اِس قصور پر کہ وہ کہتے تھے کہ ہمارا رب اللہ ہے۔“ (سورہ الحج ۳۹-۴۰)

سترہ رمضان المبارک دو ہجری کی پرنور ساعتوں میں مجاہدین اسلام اپنے عظیم قائد امام المجاہدین حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قیادت میں توحید کا پرچم لہراتے ہوئے میدان بدر میں صف آراء ہوتے ہیں، جہاں حق باطل کا پہلا معرکہ گرم ہونے والا ہے، جہاں اِس عقدہ کی گرہ کشائی ہونے والی ہے کہ جینے کا حق کس کو حاصل ہے اور موت کس کا مقدر ہے، جہاں اِس دعوئے کی تصدیق ہونے والی ہے کہ فداکاری کے میدان میں کون کون جانوں کا نذرانہ پیش کرتا ہے اور کون موت سے ہم آغوش ہونے سے جی چراتا ہے اور جہاں اِس حقیقت کا بھی انکشاف ہونے والا ہے کہ باطل کو زیروزبر کرنے والے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدموں پر نثار ہونے والے جریدہ عالم پر اپنا نقش دوام کس طرح ثبت کرتے ہیں، بدر کی فضا الجہاد الجہاد کے نعروں سے معمور ہے، چشم فلک حیران وششدر، جہاں نثاران مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمتاتے ہوئے چہروں اور چمکتی ہوئی آنکھوں میں اسلام کا روشن مستقبل دیکھ رہی ہے، داستان حریت کا ایک نیا باب رقم ہو رہا ہے اور بے سروسامانی کے عالم میں دنیا وآخرت میں سرخروئی کا سامان فراہم کیا جارہا ہے، آج بدر کا میدان جنگ اُن کے دعوائے ایمان کا پہلا مظہر ہے۔

تاریخ عالم یہ منظر حیرت سے دیکھ رہی ہے کہ ایک طرف کفار مکہ کا ایک ہزار کا لشکر جرار تو دوسری طرف تین سو تیرہ فداکار دو جہاں، رسول انس وجاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معیت میں باطل سے نبردآزما ہونے کیلئے نشہ شہادت سے سرشار، ایک طرف ہتھیاروں کی فراوانی دوسری طرف تن عریانی، ایک طرف سامان حرب پر بھروسہ، دوسری جانب ربّ کریم پر تکیہ، آج ان کی سخت آزمائش اور امتحان کا وقت ہے کیونکہ سامان حرب اور افرادی قوت سے قطع نظر ان کے مقابلے پر ان کے قریبی اعزاء واقرباء ہیں، باپ کے مقابلے پر بیٹا، بھائی کے مقابلے پر بھائی، مگر اسلام کی عظمت وسربلندی اور خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت آج تمام رشتوں سے بالاتر ہے، بدر کا میدان بتا رہا ہے کہ کمند اسلام سے رشتہ جوڑنے والوں کو سب غیر اسلامی رشتے توڑنے پڑتے ہیں، اسلام کی راہ میں اگر خونی رشتے بھی حائل ہوں تو ان کے حلقوم پر چھری چلانا پڑتی ہے، باپ کو بیٹے سے نبردآزما ہونا پڑتا ہے، بھائی بھائی کا گلا کاٹتا ہے۔

ہوئی حائل نہ راہ حق میں ندی شیر مادر کی
کہ بڑھ کر کاٹ لی گردن برادر نے برادر کی

مجاہدین اسلام تاریخ میں اپنے رخ کو متعین کرنے کیلئے بے قرار ہیں، انہوں نے تمام دنیاوی عیش وعشرت اور لذتوں سے منہ موڑ لیا ہے اور اب وہ خدا اور اس رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے رشتہ جوڑ کر دونوں جہاں میں کامیابی سے ہمکنار ہونا چاہتے ہیں، پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رب کریم کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہیں، ردائے مبارک بار بار شانوں سے سرک جاتی ہے، فضائے بدر لب مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نکلی ہوئی دعا سے معمور ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما رہے ہیں ”اے اللہ تو اپنا وعدہ پورا فرما، خدایا یہ سامان غرور کے ساتھ آئے ہوئے قریش تیرے رسول کو جھوٹا ثابت کرنا چاہتے ہیں، اے خدا اگر آج یہ مٹھی بھر جماعت ہلاک ہوگئی تو قیامت تک روئے زمین پر تیری عبادت کرنے والا کوئی نہ ہوگا۔“ بارگاہ ایزدی میں گریہ وازاری کی یہ کیفیت دیکھ کر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ عرض کرتے ہیں، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ اللہ کے سچے رسول ہیں، اللہ ضرور اپنا وعدہ پورا فرمائے گا اور فتح مسلمانوں کو نصیب ہوگی۔

نماز فجر کے بعد پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جاں نثاران مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صف بندی فرماتے ہیں، آپ صفوں کو آراستہ کرتے جاتے ہیں اور ساتھ ہی ساتھ سرداران قریش کی موت کی پیشین گوئی کرتے جاتے ہیں، ارشاد مبارک ہو رہا ہوتا ہے، ابوجہل یہاں مارا جائے گا، عتبہ یہاں قتل ہوگا، امیہ یہاں خاک نشین ہوگا، دنیا دیکھتی ہے کہ جنگ کے خاتمے کے بعد سرداران قریش ٹھیک ان ہی مقامات پر ڈھیر تھے جن کی پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نشاندہی فرمائی تھی، قلت تائید ایزدی سے کثرت پر غالب آتی ہے، باطل شکست کھا کر الٹے پاؤں بھاگ کھڑا ہوتا ہے اور غازیان اسلام کو فتح مبین حاصل ہوتی ہے، معرکہ بدر اسلام کیلئے نقطہ عروج ثابت ہوتا ہے اور اِس معرکے کے مذہبی اور ملکی حالات پر دوررس نتائج مرتب ہوتے ہیں، دیکھا جائے تو بعثت نبوی کے بعد حقیقتاً یہ اسلام کی ترویج واشاعت اور سربلندی کی جانب پہلا قدم تھا، جس نے کفر کی قوت کو ختم اور ان کے باطل زعم کو حرف غلط کی طرح مٹا دیا تھا، نصرت خداوندی نے مٹھی بھر مسلمانوں کو فتح ونصرت سے سرفراز فرمایا اور مجاہدین اسلام نے ثابت کردیا کہ راہ حق میں اعداد وشمار اور عددی برتری کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔

اِس غزوے کے بعد مسلمان ایک قوت قاہرہ بن کر ابھرے اور گردش ایام کے پسے ہوئے آزادی وحریت کے گیت گاتے اٹھے اور ابر کرم بن کر دنیا پر سایہ فگن ہوگئے، اِس غزوے نے مسلمانوں کی بہادری وجرات کی دھاک سارے عرب پر بیٹھادی، اِس معرکے نے ایک نئی تہذیب کو جنم دیا، بتان شعوب کی گردن کاٹی گئی، غرور، حسب ونسب کو خاک میں ملا دیا گیا اور اِس غزوے کے بعد نصف صدی کے اندر اندر مسلمانوں نے ساری دنیا کا نقشہ بدل کر رکھ دیا، اونٹوں اور بکریوں کے چرواہے اور صحراؤں کے بدوں نے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی میں قیصر وکسریٰ کی قباؤں کو چاک کر ڈالا اور انہوں نے ثابت کردیا کہ دنیا کے بڑے سے بڑی طاقت انہیں جادہ حق سے ہٹا نہیں سکتی، کیونکہ وہ فتح وشکست سے بے نیاز ہو کر صرف رضائے الٰہی کے حصول کیلئے لڑتے ہیں۔

یوم بدر غلبہ دین حق اور ابطال باطل کا دن ہے، اِس دن کفر کے مقدر میں ہمیشہ ہمیشہ کیلئے ذلت آمیز شکست لکھ دی گئی اور اِس دن مطلع انسانیت پر ایک ایسی روشن صبح طلوع ہوئی جس سے کفر کے ایوانوں پر قیامت تک کیلئے لرزہ طاری ہوگیا، معرکہ بدر اسلام سے تجدید عہد وفا کا دن ہے، یہ دن اِس بات کی عکاسی کرتا ہے کہ رزم حق وباطل میں میدان جنگ میں نکلنا اور موت کی آنکھوں میں آنکھیں ملانا نہایت ضروری ہے، صحابہ کرام جہاد کی تمنا میں جیتے تھے اور شہادت کے آرزومند رہا کرتے تھے، ان کے پیش نظر ہمیشہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان ہوا کرتا تھا ”جس (شخص کے) دل میں جہاد کی آرزو نہیں وہ جاہلیت کی موت مرے گا“ ”میری امت میں جہاد قیامت تک جاری رہے گا“ آج امت مسلمہ ذلت ورسوائی اور محکومی وغلامی کے گڑھے میں گری ہوئی ہے، جس کی اصل وجہ اپنے ماضی سے قطع تعلق اور دوری ہے، امت مسلمہ کو دوبارہ بام ثریا تک پہنچانے کیلئے اور وقت کی یزیدی قوتوں کے خاتمے کیلئے فضائے بدر کا پیدا کیا جانا بہت ضروری ہے، آج ایک بار پھر ہمیں اسوہ مجاہدین بدر کو حرز جاں بنا کر غلبہ دین حق کیلئے میدان جہاد کی جانب چلنے کی تیاری کرنا ہوگی کیونکہ یہی اسلام کے روشن مستقبل اور وقت کی ابوجہلی قوتوں کے خاتمے کا واحد راستہ ہے۔

☆☆☆☆☆

بقیہ: فتح مکہ: رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہجرت کرنا پڑی تھی۔ کچھ آرام کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجاہدین کے ہمراہ کعبہ کی طرف روانہ ہوئے۔ کعبہ پر نظر پڑتے ہی گھوڑے پر سواری کی ہی حالت میں حجر اسود کو بوسہ دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تکبیر بلند کرتے تھے اور لشکر اسلام آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جواب میں تکبیر بلند کرتا۔ کعبہ میں داخل ہونے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمام تصاویر کو نکال دیا جس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تصویر بھی شامل تھی اور تمام بتوں کو توڑ دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی ابن ابی طالب کو اپنے مبارک کاندھوں پر سوار کیا اور بتوں کو توڑنے کا حکم دیا اور اپنے ہاتھوں سے بھی توڑتے رہے۔ یہاں تک کہ کعبہ کو شرک کی تمام غلاظتوں سے پاک کر دیا۔ فتح مکہ بھی ماہ رمضان جیسے مبارک مہینے میں ہوا۔ ۲۰/رمضان المبارک ۸/ہجری بمطابق جنوری ۶۳۰ عیسوی کو ہوا۔ اللہ سبحانہ تعالیٰ نے فتح مکہ کے بارے میں ارشاد فرمایا: اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا ۔ اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ہم نے تم کو کھلی فتح عطا کردی۔ اس موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی مبارک زبان سے یہ کہتے جاتے تھے۔ وَقُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ۔(القرآن، سورہ بنی اسرائیل، آیت ۸۱) ترجمہ: اور فرماؤ حق آیا اور باطل مٹ گیا۔ بے شک باطل کو مٹنا ہی تھا۔ (کنز الایمان)

ایک صحابی رسول عبداللہ بن رواحہ نعتیہ اشعار پڑھ رہے تھے۔ آج مکہ پر ستارہ صبح طلوع ہوا ہے۔ آج ہمارے درمیان ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں جو خدا کی کتاب کی آیات تلاوت کرتا ہے۔ آج ہم ان سے بدلہ لیں گے جنہوں نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جلاوطنی پر مجبور کیا تھا۔ رسول رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: نہیں آج اہلِ مکہ کو امن وآزادی کی بشارت ملنے والی ہے۔ آپ نے عام معافی کا اعلان فرمایا۔ عام معافی کے اعلان نے دشمنوں پر ایسے اثرات ڈالے کہ وہی خون کے پیاسے دین کے بدترین دشمن سب آپ پر ایمان لے آئے۔ آپ پر جان چھڑکنے لگے۔ ایسے پاکباز اور خدا ترس اور ایسے عاشق رسول بن گئے کہ تاریخ میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ یہ آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اخلاقِ کریمانہ تھا۔ لہٰذا ہم تمام امتیوں کو آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع کرتے ہوئے حسن اخلاق اور عفوودرگزر کو اختیار کرنا چاہئے۔

اللہ ہم تمام کو توفیق رفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین!

بقیہ: فاتح مکہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔۔

آج یہ سب کے سب دس بارہ ہزار مہاجرین وانصار کے لشکر کی حراست میں مجرم بنے ہوئے کھڑے کانپ رہے تھے اور اپنے دلوں میں یہ سوچ رہے تھے کہ شاید آج ہماری لاشوں کو کتوں سے نچوا کر، ہماری بوٹیاں چیلوں اور کوؤں کو کھلا دی جائیں گی اور انصار ومہاجرین کی غضبناک فوجیں ہمارے بچے بچے کو خاک وخون میں ملا کر ہماری نسلوں کو نیست ونابود کر ڈالیں گی اور ہماری بستیوں کو تاخت وتاراج کر کے تہس نہس کر ڈالیں گی۔ ان مجرموں کے سینوں میں خوف وہراس کا طوفان اٹھ رہا تھا۔ دہشت اور ڈر سے ان کے بدنوں کی بوٹی بوٹی پھڑک رہی تھی، دل دھڑک رہے تھے، کلیجے منہ میں آگئے تھے اور عالم یاس میں انہیں زمین سے آسمان تک دھوئیں ہی دھوئیں کے خوفناک بادل نظر آرہے تھے۔

اس مایوسی اور ناامیدی کی خطرناک فضا میں ایک دم شہنشاہِ رسالت کی نگاہِ رحمت ان پاپیوں کی طرف متوجہ ہوئی اور ان مجرموں سے آپ نے پوچھا کہ ”بولو تم کو کچھ معلوم ہے؟ کہ آج میں تم سے کیا معاملہ کرنے والا ہوں۔“ اس سوال سے مجرمین حواس باختہ ہوکر کانپ اٹھے لیکن جبینِ رحمت کے پیغمبرانہ تیور کو دیکھ کر امید وبیم کے محشر میں لرزتے ہوئے سب یک زبان ہوکر بولے کہ ”آپ کرم والے بھائی اور کرم والے باپ کے بیٹے ہیں“ سب کی للچائی ہوئی نظریں جمالِ نبوت کا منھ تک رہی تھیں اور سب کے کان شہنشاہِ نبوت کا فیصلہ کن جواب سننے کے منتظر تھے کہ ایک دم دفعتہ فاتح مکہ نے اپنے کریمانہ لہجے میں ارشاد فرمایا کہ ”آج تم پر کوئی الزام نہیں جاؤ تم سب آزاد ہو۔ بالکل غیر متوقع طور پر ایک دم اچانک یہ فرمان رحمت سن کر سب مجرموں کی آنکھیں فرطِ ندامت سے اشکبار ہوگئیں اور ان کے دلوں کی گہرائیوں سے جذبات شکریہ کے آثار آنسوؤں کی دھار بن کر ان کے رخسار پر مچلنے لگے اور کفار کی زبانوں پر ”لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم“ کے نعروں سے حرم کعبہ کے در و دیوار پر ہر طرف انوار کی بارش ہونے لگی۔ ناگہاں بالکل ہی اچانک اور دفعتہ ایک عجیب انقلاب برپا ہوگیا کہ سماں ہی بدل گیا، فضا ہی پلٹ گئی اور ایک دم ایسا محسوس ہونے لگا کہ

جہاں تاریک تھا، بے نور تھا اور سخت کالا تھا
کوئی پردے سے کیا نکلا کہ گھر گھر میں اجالا تھا

☆☆☆☆☆☆

بقیہ: شیر اور لکڑ ہارا۔۔

تیرے یار ہے کتے بلے دوست بنائے ہوئے ہیں شیر نے سن لیا گوشت کھایا اور چلا گیا اگلے دن لکڑ ہارا لکڑیاں کاٹنے گیا تو شیر نے ملاقات کرتے ہوئے لکڑ ہارے سے کہا کہ یہ کلہاڑی اٹھا اور میری پشت پر ایک زخم لگا اس نے کہا نہیں میں ایسا نہیں کر سکتا تو میرا دوست ہے شیر نے کہا سن بھائی میں نے پیار سے کہا تو مان جاؤ میں آپ کو تکلیف دینا مناسب نہیں سمجھتا تو لکڑ ہارے نے کلہاڑی اٹھائی اور اس کی پشت پر ایک زور سے زخم لگا دیا خون بہنے لگا شیر نے کہا آج کے بعد آپ نے آنا ہے لکڑیاں کاٹنی ہے تجھے کوئی کچھ نہیں کہے گا بس یہ ایک حکمت تھی جو میں نے کیا ہے وہ آتا رہا لکڑیاں کاٹتا رہا خدمت بھی ہوتی رہی آٹھ ماہ گزر گئے ایک دن شیر اس سے کہنے لگا ذرہ میرے بال اٹھا کر دیکھ جو تو نے زخم لگایا تھا وہ کہاں پر ہے اس نے بال اٹھا کے دیکھا تو زخم ملا ہی نہیں اس نے سارا جسم ٹٹولہ کہ یہاں تھا یہاں تھا لیکن زخم کا نشان نہیں ملا تو شیر نے پھر کیا کمال کا جملہ کہا اس نے کہا کہ وہ زخم جو تم نے لگایا تھا وہ مکمل ہوگیا لیکن تیری بیوی کی لہجے میں جو سختی تھی تلخی تھی وہ آج تک میرے ذہن میں موجود ہے وہ ابھی بھی مجھے تکلیف دیتی ہے سوچتا ہوں مجھے اس نے درندہ کہا اس نے میرے بارے میں اتنے سخت اور کمزور جملے کہے وہ بات مجھے بولتی نہیں وہ آج بھی یاد ہے۔۔۔ آج ہم لوگ اپنا بھی محاسبہ کرتے ہیں کہ ہم نے اپنی زبان سے کتنے لوگوں کو تکلیف پہنچائی، کتنے لوگوں کا دل دکھایا اور کتنے لوگوں کو ذلیل کیا۔ ہم تو کہہ کر بھول جاتے ہیں لیکن بعض دفعہ ہمارے کہے ہوئے چند لفظ کسی کی زندگی تباہ کرنے کے لیے کافی ہوتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں نا کہ

تیر اور تلوار کے زخم بھر جاتے ہیں
لیکن زبان سے دیے ہوئے زخم کبھی نہی بھرتے

☆☆☆☆☆

Postal Regd.NO.MCE/57/2021-2023 R.N.I. NO. 57110/93

THE INDIAN **MUSLIM TIMES** WEEKLY

Office Add.: 52 Dontad Street, 1st Floor, Khadak, Mumbai 400009

VOL: 27 , ISSUE NO: 41 DATE: 03 April to 09 April 2023. Rs.5/-

Email:- mumbai.razaacademy@gmail.com ☎022-23454585

To

ماہ رمضان میں اسلام کو بدنام کرنے والے مسلمانوں کے معمولات

مسلمانوں میں انقلاب پیدا نہ ہونے کی وجہ فرضیت روزہ کے مقصد کا فوت ہونا ہے

اُمت محمدیہ پر ماہ رمضان میں روزے فرض کیے گئے ہے۔روزہ کی فرضیت کا مقصد محض بھوک وپیاس نہیں بلکہ شجر تقویٰ کی آبیاری ہے۔روزے کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ بندے ایک ماہ کی اختیاری بھوک کے ذریعے غریبوں،مفلسوں اور تنگدستوں کی دائمی اضطراری بھوک کا احساس کرسکیں۔صدقات،خیرات اور زکوٰۃ کی ادائیگی کی ذریعے مستحقین کو خود کفیل لوگوں کے زمرے میں شامل کرسکیں۔بحمدہ تعالیٰ!نورونکہت والا مہینہ ہمارے درمیان موجود ہے۔مگر افسوس اس بات کا ہے کہ اب اس کی آمد اور موجودگی کے باوجود ہم میں خاطر خواہ انقلاب نظر نہیں آتا ۔ روزوں کی فرضیت کا مقصد فوت ہوتا جارہا ہے۔ مستحقین،یتیموں،بیواؤں اور غریبوں کی امداد کا جذبہ بھی مردہ ہوچکا ہے۔اسلاف کرام ماہِ رمضان کی آمد پر خود کو تیار کرتے بندگی کے لیے اور ہم بازاروں میں سحروافطار میں لذیذ پکوان میں لگنے والی اشیاؤں کی خریدوفروخت میں مصروف ہوتے ہیں۔نماز فجر کے بعد تلاوت قرآن کے اہتمام کی بجائے ٹینس اور کرکٹ کھیلنے کا مشغلہ پروان چڑھ رہا ہے۔نوجوانوں کا صبح اور رات میں موٹر سائیکلوں پر دھوم مستی کرنا کوئی نئی بات نہیں ہے۔کسی کو ٹریفک میں کسی گاڑی سے دھکا لگ جائے تو وہ غصے میں لال پیلا ہوکر ایسے گھورتا ہے جیسے ابھی کچا چبا جائے گا جب کہ روزہ نام ہے صبر کا۔ماہِ رمضان کے پہلے ہفتے میں ہر کوئی خوب جوش وخروش کے ساتھ عبادت میں مشغول نظر آتا ہے مگر جیسے جیسے دن گزرتے جاتے ہیں یہ جذبہ بھی سرد ہوجاتا ہے اور پھر شروع ہوتا ہے دوسرے عشرے میں افطار پارٹیوں کا زور۔ہونا تو یہ چاہیے کہ مدارس کے طلبا،یتیموں اور مسکین وناداروں کے لیے روزہ افطاری کا سامان کیا جاتا مگر ہم اپنے دوستوں کے ساتھ دعوتِ افطار کا اہتمام کرتے ہیں،پھل فروٹوں کی بھرمار کے ساتھ بریانی،چکن فرائے اور دیگر خوانِ نعمت کا انتظام ہوتا ہے۔اس کا کچھ حصہ تو کھایا جاتا ہے مگر اکثر محفلوں میں کھانا وافر مقدار میں بچ جاتا ہے اور اسے پھینک دیا جاتا ہے۔جب کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ اے عائشہ!روٹی کی عزت کرو،جس قوم سے یہ روٹھ کر گئی ہے دوبارہ واپس نہیں آئی۔

دوسرے عشرے میں افطار پارٹیوں کی مصروفیات سے فراغت کے بعد شروع ہوتا ہے عید کی تیاریوں کا سلسلہ۔پہلے ہی سے عید کی تیاریاں مکمل کرلینے والا بھی دوستوں کے ساتھ بازاروں میں بھیڑ کرنا اور راہ گیروں کو تکلیف دینا اپنا فرض منصبی تصور کرتا ہے۔بازاروں کی رونق اور خریدوفروخت کی ریل پیل دیکھ کر احساس ہی نہیں ہوتا کہ شہر مندی اور معاشی بحران کا شکار ہے۔مارکیٹ میں مردوخواتین کا ایک ایسا جمگھٹا ہوتا ہے جو عید کی تیاریاں تو مکمل کرلیتا ہے مگر اللہ کے پسندیدہ مذہب کی تعلیمات کی دھجیاں بکھیر کر رکھ دیتا ہے۔اس مہینے میں چوک،چوراہوں اور اہم راستوں پر چھوٹی بڑی دکانوں کی لمبی قطاریں نظر آتی ہیں۔سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا اَتی کرمن پر دوسروں کو تکلیف دے کر کاروبار کرنے کی اسلام اجازت دیتا ہے؟اور پھر پچیس روزے سے شروع ہوجاتی ہے عید پر سیروتفریح کی پلاننگ ۔پُرفضا مقامات کا انتخاب کرنا اور ٹراویلس ایجنسیوں میں گاڑیاں بُک کروانا وغیرہ۔اٹھائیس روزے کے بعد سب کی نگاہیں ٹِک جاتی ہیں آسمان پر۔گویا کہ دو تین دن چاند کے دیدار پر نکل جاتے ہیں۔ہلالِ عید نظر آنے کے بعد تمام تر آرائش وزیبائش کے ساتھ دورکعت نماز عید ادا کیے اور رخصت ہوگئے اپنے بنائے ہوئے سفر کے شیڈول پر۔چار چھ ایکسیڈنٹ ہوئے،مرحوموں کے اوصاف پر اخبارات میں دو چار تعزیتی مضامین شائع ہوئے اور پھر روزمرہ کی روِش پر گامزن ہوگئے۔کیا روزوں کی فرضیت کا یہی مقصد ہے؟

یہ ایسے تلخ حقائق ہیں جن سے انحراف ناممکن ہے۔ہزاروں روپیہ قوم مسلم عید کے دن سنیما گھروں میں لُٹادیتی ہے۔سو روپے کی قیمت اس بیٹے کے دل سے پوچھیے جس کی نظروں کے سامنے باپ کی لاش ہے اور کفن خریدنے کے لیے سو روپے کی کمی ہے۔اس بیٹے کے دل پر اس وقت کیا گذرے گی جب وہ کفن کے لیے غیروں کے سامنے ہاتھ پھیلائے گا؟ آج بھی کئی گاؤں اور شہروں میں ایسے خاندان موجود ہیں جن کے بچے جمعہ کے دن والدین سے بریانی کی خواہش کرتے ہیں اور ماں باپ بچوں کے ہاتھوں میں سوکھی روٹیاں تھماتے ہیں۔آج بھی ایسے گھر موجود ہیں جہاں بچے کہتے ہیں:امی!سب لوگوں نے تراویح پڑھ لی اور ہم نے ابھی تک روزہ بھی نہیں کھولا۔

وہ بچے جن کو بیوہ ماں سُلا دیتی ہے فاقے سے
کسے معلوم ان بچوں کی کیسی عید ہوتی ہے

سحروافطار کی تیاری،دعوتِ افطار کا اہتمام،عید کی خریدی اور عید پر تفریح طبع کے نام پر ہم ہزاروں روپے خرچ کردیتے ہیں۔ہمیں تو اَب یتیم بچوں کی یتیمی،بیواؤں کی مجبوری،غریبوں کی امداد اور مستحقین کی ضرورت کا بھی خیال نہیں رہتا۔ہم مست ہیں اپنی فیملی میں۔ہم نے بچپن میں دیکھا تھا کہ نماز عصر کے بعد کھانا اور فروٹس پڑوسیوں میں تقسیم کیے جاتے تھے مگر افسوس! آج ہم اتنے مفاد پرست اور خود غرض ہوگئے ہیں کہ بریانی بن کر ختم بھی ہوجاتی ہے اور پڑوسیوں کو خبر تک نہیں ہوتی۔جب کہ مفہوم حدیث ہے کہ نیا پکوان بناؤ تو پانی بڑھا لیا کرو تا کہ لقمہ تمھارے پیٹ میں پہنچنے سے پہلے پڑوسیوں کے گھر تک پہنچ جائے۔شریعت اسلامیہ تو غریبوں کے حقوق یہاں تک بیان کرتی ہے کہ اگر تم کسی وجہ سے پڑوسیوں میں پھل تقسیم نہیں کرسکتے تو ان پھلوں کے چھلکوں کو ایسی جگہ نہ ڈالو جہاں غریب بچوں کی نظر پڑے اور وہ ان پھلوں کا مطالبہ کریں۔کاش کہ خرافات میں پیسہ خرچ کرنے کی بجائے یتیموں کی کفالت کی جاتی؟ بیواؤں،غریبوں اور مسکینوں کی امداد کی جاتی؟ جن لوگوں پر قرض باقی ہے وہ بے جا خریداری اور سیرو تفریح کرنے کی بجائے اپنا قرض ادا کریں؟اور ہم سب مل کر اسلامی تعلیمات پر ایسے عمل پیرا ہوجاتے کہ ہر ایک کی زندگی میں اسلامی انقلاب برپا ہوتا اور اسلام کی حسین تصویر غیروں کے سامنے پیش ہوتی اور ان کے دل بھی مذہب حق کی طرف راغب ہوتے۔

شیــــر اور لکڑھارا

ایک شخص جنگل میں لکڑیاں کاٹنے جایا کرتا تھا تو شیر سے دوستی ہوگئی وہ جنگل کا بادشاہ تھا اور لکڑہارا غریب آدمی تھا وہ لکڑیاں کاٹتا تھا جب وہ آتا تو جنگل کا بادشاہ اعلان کردیتا جانوروں کو کہ میرا دوست ہے اس کو کوئی تنگ نہ کرے اور دوسرا یہ کہ سب لوگ مل کے اس کے ساتھ تعاون کرے تو کبھی کوئی جانور لکڑیاں اکٹھی کر آتا کبھی کوئی گھوڑا خچر اپنی پشت پر لکڑیاں رکھ کے باہر چھوڑنے آتا اب جنگل کے اندر اسکی بڑی دھوم مچ گئی وہ گھر آکے بیوی کو بتاتا کہ میرا ایک دوست ہے میں جاتا ہوں تو ساری مخلوق میرے استقبال کے لئے کھڑی ہوتی ہے ایک دن بیوی کہنے لگی تو اسکی اتنی تعریفیں کرتا ہے اسے کسی دن بلا لو تا کہ اس کی دعوت کریں اس نے اس کو پردے میں رکھا بیوی کو یہ نہیں بتایا کہ شیر ہے ایک دن اس نے شیر کو اپنے گھر بلا لیا اور دو تین بکرے ذبح کیے بیوی کہنے لگی پکانا کس طرح ہے وہ کہنے لگا ابھی نا پکانا جب وہ آئے گا پھر بتاؤں گا۔شیر آگیا جب بیوی نے دیکھا تو اس نے ایک بڑا سحت جملہ بول دیا کہنے لگی او ہو میں سمجھی پتہ نہیں کون ہے اس طرح کے درندے

بقیہ صفحہ ۳ ☞ پر

فاتح مکہ حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا کفارِ مکہ سے خطاب

فتح مکہ کے بعد شہنشاہِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ہزاروں کے مجمع میں ایک گہری نگاہ ڈالی تو دیکھا کہ سر جھکائے، نگاہیں نیچی کئے ہوئے،لرزاں وترساں اشرافِ قریش کھڑے ہوئے ہیں۔ان ظالموں اور جفاکاروں میں وہ لوگ بھی تھے جنہوں نے آپ کے راستوں میں کانٹے بچھائے تھے، وہ لوگ بھی تھے جنہوں نے آپ کے راستوں میں کانٹے بچھائے تھے،وہ لوگ بھی تھے جو بارہا آپ پر پتھروں کی بارش کرچکے تھے،وہ خونخوار بھی تھے جنہوں نے بار بار آپ پر قاتلانہ حملے کئے تھے،وہ بے رحم وبے درد بھی تھے جنہوں نے آپ کے دندانِ مبارک کو شہید اور آپ کے چہرۂ انور کو لہولہان کرڈالا تھا،وہ اوباش بھی تھے جو برسہا برس تک اپنی بہتان تراشیوں اور شرمناک گالیوں سے آپ کے قلب مبارک کو زخمی کرچکے تھے،وہ سفّاک ودرندہ صفت بھی تھے جو آپ کے گلے میں چادر کا پھندا ڈال کر آپ کا گلا گھونٹ چکے تھے،وہ ظلم وستم کے مجسّمے اور پاپ کے پتلے بھی تھے جنہوں نے آپ کی صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو نیزہ مار کر اونٹ سے گرادیا تھا اور ان کا حمل ساقط ہوگیا تھا،وہ آپ کے خون کے پیاسے بھی تھے جن کی تشنہ لبی اور پیاس خونِ نبوت کے سوا کسی چیز سے نہیں بجھ سکتی تھی،وہ جفاکار وخونخوار بھی تھے جن کے جارحانہ حملوں اور ظالمانہ یلغار سے بار بار مدینہ منورہ کے درودیوار دہل چکے تھے،حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پیارے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے قاتل اور ان کی ناک،کان کاٹنے والے،ان کی آنکھیں پھوڑنے والے، ان کا جگر چبانے والے بھی اسی مجمع میں موجود تھے،وہ ستم گار جنہوں نے شمع نبوت کے جاں نثار پروانوں حضرت بلال ، حضرت صہیب، حضرت عمّار ، حضرت حبّاب، حضرت خبیب،حضرت زید بن دثنہ وغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو رسیّوں سے باندھ باندھ کر،کوڑے مار مار کر جلتی ہوئی ریتوں پر لٹایا تھا،کسی کو آگ کے دہکتے ہوئے کوئلوں پر سلایا تھا،کسی کو چٹائیوں میں لپیٹ لپیٹ کر ناکوں میں دھوئیں دئے تھے،سیکڑوں بار گلا گھونٹا تھا۔

یہ تمام جوروجفا اور ظلم وستم گاری کے پیکر جن کے جسم کے رونگٹے رونگٹے اور بدن کے بال بال ظلم وعدوان اور سرکشی وطغیان کے وبال سے خوفناک جرموں اور شرمناک مظالم کے پہاڑ بن چکے تھے۔

بقیہ صفحہ ۳ ☞ پر

مختلف ایام میں انبیاء کرام علیہم السّلام کے روزے

حضرت آدم علیہ السلام ایام بیض کا روزہ رکھا کرتے تھے،حضرت موسیٰ علیہ السلام عاشورہ کا روزہ رکھتے تھے۔حضرت ادریس علیہ السلام ہمیشہ روزہ رکھتے تھے۔حضرت نوح علیہ السلام یوم فطر اور یوم الضحیٰ کو چھوڑ کر ہمیشہ روزہ رکھتے تھے۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام ہر ماہ تین دن روزہ رکھتے تھے۔حضرت داؤد علیہ السلام ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن افطار کرتے تھے۔حضرت ذالکفل علیہ السلام تمام دن روزہ اور پوری رات عبادت کرتے تھے۔حضرت سلیمان علیہ السلام ہر ماہ کے شروع میں تین دن اور درمیان میں تین دن اور آخر میں تین دن روزہ رکھتے تھے ۔حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہمیشہ روزہ رکھتے تھے۔(البدایہ والنہار ص ۱۱۸،۱۹)

ماہ رمضان کی خصوصیت

(۱) رمضان ایک ایسا مہینہ ہے جس میں ہر دن اور ہر وقت عبادت ہوتی ہے روزہ عبادت، افطار عبادت،افطار کے بعد تراویح کا انتظار کرنا عبادت، تراویح پڑھ کر سحری کے انتظار میں سونا عبادت،غرض کہ ہر آن خدا کی شان نظر آتی ہے۔(۲) قرآن شریف میں صرف رمضان شریف ہی کا نام لے کر اس کی فضائل کو بیان کیا گیا ہے کسی دوسرے ماہ کو شرف حاصل نہیں۔(۳) اس میں ایک رات شب قدر ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔(۴) رمضان میں ابلیس اور دوسرے شیاطین کو زنجیروں میں جکڑ دیا جاتا ہے (جو لوگ اس کے باوجود بھی جو گناہ کرتے ہیں وہ نفس امارہ کی وجہ سے کرتے ہیں) (بخاری) (۵) رمضان میں نفل کا ثواب فرض کے برابر اور فرض کا ثواب ستر گنا ملتا ہے۔(۶) رمضان شریف میں سحری اور افطار کے وقت دعا قبول ہوتی ہے (۷) رمضان میں مرنے والوں سے قبر میں سوالات نہیں ہوتے۔(۸) ماہ رمضان میں کھانے پینے کا حساب نہیں ہوتا (۹) اس ماہ میں آسمانوں اور جنتوں کے دروازے کھل جاتے ہیں جن میں سے اللہ تعالیٰ کی خاص رحمتیں زمین پر اترتی ہیں اور جنتی حور وغلماں کو خبر ہوتی ہے ماہ رمضان آگیا اور وہ روزہ داروں کے لئے خاص دعاؤں میں مشغول ہوجاتے ہیں۔(۱۰) اس مہینے میں دوزخ کے دروازے بند ہونے کی وجہ سے اس ماہ میں گنہگاروں بلکہ کافروں کی قبروں پر بھی دوزخ کی گرمی نہیں پہنچتی ۔(۱۱) جیسے بھٹی گندے لوہے کو صاف ،اور صاف لوہے کو مشین کا پرزہ بنا کر قیمتی کردیتا ہے ایسے ہی ماہ رمضان گناہ گاروں کو پاک وصاف کرتا۔

ایک ماہ کے روزوں کا حکم دینے میں ایک حکمت یہ بھی ہے کہ بندوں کو سال کے گنتی کے مطابق ثواب نصیب ہوجائے اس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اعلان فرمایا: جو ایک نیکی لائے گا اس کے لئے اس جیسی دس ہیں۔اور ماہ کامل تیس دنوں کا ہوتا ہے اس حساب سے ماہ رمضان میں تین سو روزوں کا ثواب ملتا ہے۔پھر اس کے ساتھ شوال کے چھ روزے ملا لیجئے جو ساٹھ روزے بن گئے۔اس طرح پورے سال کے تین سو ساٹھ روزوں کا ثواب حاصل ہوجاتا ہے۔لیکن یہ نیکیوں کی حدود کی انتہا نہیں جیسے فرمان خداوندی ہے: اور اللہ تعالیٰ اس سے بھی زیادہ بڑھائے جسکے لئے چاہے۔(قرآن پ ۳ ع ۴)

زکوٰۃ کون لے سکتا ہے؟

شریعتِ مطہرہ نے زکوٰۃ کا حقدار ہونے کے لیے ایک مالی معیار مقرر کیا ہے۔جس میں حکمت یہ ہے کہ ان لوگوں کی اعانت ہوسکے جو انتہائی غربت میں زندگی بسر کررہے ہیں۔ مستحقِ زکوٰۃ (شرعی فقیر) کے لیے ضروری ہے کہ وہ درج ذیل شرائط پر پورا اترتا ہو جبکہ وہ ہاشمی یا سید نہ ہو۔قرض اور حاجت اصلیہ میں مشغول تمام اموال کو نکال کر درج ذیل باتیں اس میں پائی جاتی ہوں۔

۱) اس کے پاس ساڑھے سات تولہ سونا نہ ہو۔

۲) ساڑھے باون تولہ چاندی اس کی ملکیت میں نہ ہو۔

۳) ساڑھے باون تولہ چاندی کی جو رقم بنتی ہے وہ اس کے پاس نہ ہو۔مثلاً ۱۳؍رمضان المبارک ۱۴۴۴ھ مطابق ۱۶؍اپریل ۲۰۲۳ء کو چاندی کی قیمت فی تولہ ۹۴۱.۲۷؍روپے کے اعتبار سے ساڑھے باون تولہ چاندی کی رقم ۴۹,۴۱۶.۶۷۵ روپے بنتی ہے لہٰذا اتنی رقم بھی اس کے پاس نہ ہو۔

۴) ساڑھے باون تولہ چاندی کی مذکورہ قیمت کے برابر اس کے پاس کسی قسم کا مالِ نامی مثلاً مالِ تجارت، پرائز بانڈز وغیرہ نہ ہوں۔

۵) اتنی ہی قیمت کے برابر اس کے پاس ضروریات زندگی سے زائد اشیاء مثلاً اضافی فرنیچر، گھریلو ڈیکوریشن کا سامان نہ ہو۔

۶) سونا یا چاندی اگر اوپر بیان کردہ مقدار سے کم ہے لیکن سونے یا چاندی کے ساتھ ساتھ دیگر وہ چیزیں بھی اس کے پاس ہیں کہ مالکِ نصاب ہونے میں جن کا شمار کیا جاتا ہے تو اب سب کی قیمت ملا کر دیکھیں گے اگر تمام کی قیمت ساڑھے باون تولہ چاندی کی مذکورہ قیمت کے برابر آتی ہے تو ایسا شخص بھی زکوٰۃ کا مستحق نہیں۔مثلاً ایک شخص کے پاس ۱۰۰۰۰روپے کے پرائز بانڈز، ۱۰۰۰۰روپے کیش اور ڈیڑھ تولہ سونا تھا جس کی قیمت فی زمانہ تقریباً ۸۵,۶۵۶ بنتی ہے جب ان تمام کو ملایا گیا تو کل ۱,۰۵,۶۵۶روپے ہوئے اور اتنی مالیت کا حامل شخص زکوٰۃ کا مستحق نہیں لہٰذا ایسے کو بھی زکوٰۃ نہیں دے سکتے۔

اہم بات: جو خود زکوٰۃ کا مستحق نہ ہو لیکن اس کے بالغ بچے خواہ لڑکا ہو یا لڑکی مستحق زکوٰۃ ہو تو ان کو زکوٰۃ دی جاسکتی ہے۔